هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ○ (سورۃ الصف آیت 10)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنا پیغمبر ہدایت (قرآن) اور سچا مذہب دے کر بھیجا تا کہ وہ اس کو تمام مذاہب پر غالب اور برتر کر کے دکھائے۔ اگرچہ خدائے واحد کے سوا غیروں کے پرستاروں کو یہ بات ناگوار ہی گذرے۔

میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے

یہ وہ تقریر ہے جو **قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی**

نمائندہ جماعت احمدیہ پشاور نے آریہ سماج چھاؤنی پشاور کے سالانہ جلسہ

کے موقعہ پر 14 اپریل 1934ء کو ''مذہب اسلام'' کی طرف سے آدھ

گھنٹہ کے وقت میں مختصر طور پر سنائی۔

نام کتاب: میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے
مؤلف: حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ پشاوری
سابق پراونشل امیر صوبہ سرحد
سن اشاعت باراوّل: فروری 1934ء
سن اشاعت باردوئم: اگست 2021ء

اہتمام اشاعت
زبیدہ ناہید بیگم ڈاکٹر بشیر احمد بنت حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ

تمہید

آریہ سماج پشاور چھاونی نے حسب معمول اس سال جلسہ سالانہ کرنا تھا مگر خدا جانے کس طرح سے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک دن مذہبی کانفرنس بھی قائم کی جاوے جس میں آریہ سماج کے علاوہ دوسرے مذاہب کے نمائندوں کو بھی مدعو کر کے کسی خاص مضمون پر اظہار خیالات کا موقعہ دیا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پروگرام میں 14 اپریل 1934ء کا دن اس بات کے واسطے مخصوص کیا۔ اور ایسے عظیم الشان کام کے واسطے صرف ہر مذہب کے نمائندہ کو بیس بیس منٹ کا وقت دینا منظور کیا اور سناتن دھرم، عیسائیت، سکھ اور مسلمانوں کو مدعو کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک طرف اہل حدیث اور دوسری طرف انجمن احمدیہ پشاور کو دعوت دی۔

14 اپریل 1934ء کا دن آیا۔ سماج میں ہم چند احمدی حاضر ہوئے مگر ہم نے وہاں دیکھا کہ سوائے ہمارے چند دوستوں کے دوسرے مسلمان شاید ہی کوئی ایک آدھ ہوں۔ اور مضمون کو سنانے کے وقت معلوم ہوا کہ نہ تو سکھ دوست تشریف لائے ہیں اور نہ عیسائیوں نے کوئی نمائندہ بھیجا۔ اور نہ خود کوئی حصہّ لیا۔ آریہ سماج کے منتری صاحب نے ازراہِ کرم ہم کو پہلا موقع دیا۔ اور خود دوسرا لیا۔ اور سناتن دھرم نے تیسرا یا آخری لیا۔ اور اسی پر مذہبی کانفرنس بخیر وعافیت ختم ہوئی۔

پریذیڈنٹ جناب رائے مہر چند صاحب کھنہ تھے جو وقت پر تشریف نہ لا سکے اور ہمارے مضمون کے اختتام پر تشریف لائے اور اُن کی آمد تک ایک پروفیسر صاحب صدر رہے جو میرٹھ سے تشریف لائے تھے۔

حاضرین اور سامعین

اکثر آریہ صاحبان مرد عورتیں تھیں اور نہایت دلچسپی سے انہوں نے ہمارا مضمون سُنا۔

ہم ممبران آریہ سماج پشاور کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ایسا زریں موقع پشاور جیسے شہر میں نکالا۔ اور نہایت خوش طبعی اور فراخدلی سے اور امن وسکون سے مذہب اسلام پر ہمارے خیالات کو سُنا اور ہم خدائے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ یہ عمدہ مثال دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے واسطے مفید اور نمونہ بنا دے تا کہ اس طرح ایک دوسرے کے خیالات ایک سٹیج سے سن کر مذہبی عناد اور تباغض اور دشمنی اور افتراق دور ہو۔ اور باہم محبت، آشتی، صلح و اتفاق اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور ایک عظیم الشان وحدت اور اتحاد کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

امّابعد۔ صاحب صدر محترم بیگمات ومعزز حاضرین!

ہم سب سے پہلے خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جس مبارک مذہبی کانفرنس کی بنیاد ہمارے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے ایّام حیات میں بمقام لاہور تجویز کی تھی۔ اور جس کا پہلا اجلاس لاہور میں 26 لغائیت 29 دسمبر 1896ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں ہوا اور جمیع مذاہب نے اس میں حصہ لیا۔ اور اس کی رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب کے نام سے شائع ہوئی اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً مختلف شہروں بلکہ ملکوں میں مذہبی کانفرنسیں قائم ہوتی چلی آتی ہیں۔ یہاں تک کہ آج ہم اس مبارک تجویز کو آریہ سماج پشاور کے زیر اہتمام عملی صورت میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

دوسرا شکریہ ہم اس گورنمنٹ برطانیہ کا ادا کرتے ہیں جس کے قوانین اور اصول سلطنت ہم کو مذہبی آزادی دیتے ہیں اور ہم اس کے زیر سایہ بلا خوف وخطر ایک سٹیج پر اپنے اپنے مذہب کی تائید اور تصدیق میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ جرأت ہم کو سردست کسی اور سلطنت میں اس آزادی کے ساتھ حاصل نہیں۔

تیسرا شکریہ ہم آریہ سماج پشاور کے ممبران کا ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس مبارک مذہبی کانفرنس کے واسطے دوسرے مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی۔ اور اپنے سٹیج پر اظہار خیالات کا موقعہ دیا۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ امر ایک بڑی برکت اور وحدت اور باہم اتحاد اور محبت کا باعث ہوگا جس کی ہندوستان کو اس وقت سخت ضرورت ہے اور بہت ساری

غلط فہمیوں اور کدورتوں کے دُور کرنے کا باعث ہوگا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اصول بیان مضمون

اب ہم اپنے نفس مضمون کی طرف آتے ہیں جس کا عنوان میرا دھرم یا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے۔ جس میں ہم نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے اور ہمارا بیان مذہب اسلام کی تائید میں ہوگا۔ اور صرف جماعت احمدیہ کے نکتہ نگاہ سے ہوگا مگر پیشتر اس کے ہم نفس مضمون پر کچھ بیان کریں یہ بتانا ضروری جانتے ہیں کہ ہمارا اصول یہ ہے کہ ہر مذہب کا پیرو اپنے عقائد اور تعلیمات کے معاملہ میں جس بات کو بطور دعویٰ پیش کرے کہ یہ بات اس کے مذہب میں ہے تو وہ دعویٰ اور اس کے دلائل یا ثبوت بھی اپنی مذہبی کتاب یا الہامی پُستک سے پیش کرے۔ بلا سند و ثبوت یونہی نہ کہتا چلا جاوے کہ ہمارے مذہبی کتاب میں فلاں بات ہے اور فلاں خوبی ہے۔ دعویٰ تو کتاب سے پیش کرے اور دلائل اپنے پاس سے پیش کرے۔

دوم: جو باتیں دوسرے مذاہب سے مشترک ہیں ان کے بیان یا اعادہ سے صرف تضیعِ اوقات ہوتا ہے اس واسطے صرف وہ امور پیش کرے جو دوسری کتب میں نہ مل سکیں۔

سوم: ہر مقرر صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیاں کرے اور دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی اور عیب گیری کرنے سے اجتناب اور احتزار کرے۔

اسلام کا خدا رب العالمین ہے

پہلا سبب یہ ہے میرا دھرم یا مذہب اسلام مجھے کیوں پیارا ہے یہ ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں میں چونتیس بار الحمد اللہ رب العالمین کا اقرار کراتا ہے یعنی سب تعریف اور ثنا

صرف اس خدا پرمیشر کے واسطے ہے جس کا نام اللہ ہے۔ یہ نام اللہ صرف ہماری الہامی کتاب نے دنیا کے آگے پیش کیا ہے جو خدا کا ذاتی نام ہے اور کسی دوسرے معبود پر نہ چسپاں ہوتا یا بولا نہیں جاتا۔ پس وہ ہی اللہ حمد وتعریف کے لائق ہے جو نہ صرف اہل عرب یا ایشیا یا پُرانی دنیا یا مسلمانوں کا رب ہے بلکہ جمیع اقوام عالم تمام روئے زمین کی مخلوقات بلکہ تمام نظام عالم کے کُرّوں اور اُس کے باشندوں کا نیست سے ہست کرنے والا اور اُن کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف ترقی اور عروج دینے والا خدا ہے۔ اس کی ربوبیت کسی خاص ملک یا قوم یا مذہب زمانہ تک محدود نہیں وہ جمیع مذاہب یہود، ہنود، پارسی، بدھ، سکھ، جین، عیسائی مسلمان وغیرہ سب کا رب ہے۔ وہ سب کا پیدا کرنے والا، پالنے والا اور سب پر فنا طاری کرنے والا خدا ہے۔ سب کا خدائے واحد لاشریک ہے۔ سب کا مشترک رب ہے یہ وہ اقرار ہے جو ہر مسلمان ہر روز کم از کم 34 بار کرتا ہے یہ خصوصیت سوائے اسلام کے دوسرے دھرم میں نہیں۔ اس واسطے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام کا خدا رحمان یعنی بغیر کرموں کے انعام کرنے والا اور کرموں کا لامحدود پھل دینے والا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ الرحمٰن اور الرحیم ہے یعنی وہ وہ خدا منواتا ہے جس نے ہم کو بغیر کرموں کے پھل دئے بلکہ ہماری نسل انسان کی پیدائش سے پیشتر ہم کو زمین دی۔ آسمان کے اندر سُورج اور اس کے تمام نظام شمسی کے ستارے ان کی روشنی اور تمازت قوت نمو اور زمین، اس پر کثرت سے تازہ اور عمدہ ہوا۔ پھر کثرت سے پانی، بے انتہا غلہ واناج و پھل پھول پھر پہاڑ، درخت، حیوانات اور جمادات معدنیات دئے۔ پھر سب سے آخر مخلوق مجھے بطور انسان بنایا اور مجھے حکم دیا سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي

الْأَرْضِ (سورۃ الجاثیہ آیت 14) وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ ۖ وَٱلنُّجُومُ مُسَخَّرَٰتٌۢ بِأَمْرِهِۦٓ (سورۃ النحل آیت 13) وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا (سورۃ النحل آیت 128)

وہ تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں یہ صرف تمہارے فائدے اور استعمال اور خدمت کی واسطے ہیں اسی خدا نے سمندر کو بھی تمہارا خادم بنایا کہ تم اس سے تازہ بتازہ گوشت کھاؤ۔ الغرض یہ سب اشیاء میری پیدائش سے پہلے ہوئے اور مَیں بعد میں ہوا۔ اور اس کی رحمانیت سے بغیر میرے کسی کرم کے یہ انعامات مجھے عطا ہوئے۔ اگر یہ اشیاء مجھ سے پہلے وجود پذیر نہ ہوتے تو میں نہ ہوتا۔ میری پیدائش اور زندگی کا دار و مدار ان اشیاء پر تھا۔ اس واسطے ان کو پہلے بنایا اور مفت میں عنایت کئے۔ اس واسطے میرا دھرم کہتا ہے کہ یہ سب کچھ جو مجھے ملا ہے کرموں کا پھل نہیں بلکہ اس کی رحمانیت کا نتیجہ ہے۔ البتہ جب اس نے مجھے انسان بنا کر ان اشیاء سے کام لینا چاہا تو اُس نے مجھے بہترین صورت دی جیسا کہ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَانَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سورۃ التین آیت 5) سے ظاہر ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین ترکیب سے متشکل کیا۔ اور پھر فرمایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (سورۃ بنی اسرائیل 70) م نے آدم کی اولاد کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور فوقیت دی اور وہ جوہر عقل اور ارتقائی مادہ کے سبب سے ہے میں ان مادیات اور حیوانات کے وجود سے مختلف قسم کی چیزیں بنا سکتا ہوں۔ چنانچہ امریکہ اور یورپ کی مادی ترقیات ایجادات اور روحانی کمالات اس بات پر زندہ گواہ ہیں کہ انسان کیا کچھ کر سکتا ہے اس کی محنت اور مشقت کس حد تک بارآور ہو سکتی ہے مثلاً اگر میں بڑھ یا پیپل کا ادنیٰ تخم بوتا ہوں تو وہ اس سے ایک عظیم الشان درخت پیدا کر دیتا ہے اگر جوار کا ایک دانہ بوتا ہوں تو وہ ایک سٹہ یا چھلی پیدا کر دیتا ہے جس میں کئی سو دانے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ میرے محدود

کرم کا غیر محدود پھل یا معاوضہ دیتا ہے کیونکہ وہ الرحیم بھی ہے اس نے اپنی رحمانیت سے ہر ملک، ہر زمانہ اور ہر قوم میں نبی یا رشی بھیجے۔ ان سے ہمکلام ہوا۔ اس کمال میں اس نے قوموں ملکوں اور زمانوں کے مناسب حال شریعت یا ہدایت اُتاری۔ مجھ میں قوت عمل رکھی اور مجھے کہا کہ تیرا عمل تیرے کام آئے گا۔ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (سورۃ المدثر آیت 39) لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (سورۃ البقرہ آیت 135) یعنی ہر شخص اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہوگا۔ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى (سورۃ النجم آیت 40) ہر انسان کے لئے سعی اور کوشش لازمی ہے۔ البتہ ہمارے نیک کرم کا پھل اتنا نہیں جتنا کہ ہمارا نیک کرم ہے بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ دے سکتا ہے کیونکہ وہ الرحیم ہے چونکہ میرا مذہب مجھے ایسی پاک تعلیمات دیتا ہے جو لفظ رحمان اور رحیم میں مذکور ہیں اور خدا کی یہ شان یہ دونوں صفات دوسرے مذاہب میں اس تعریف اور خوبی کے ساتھ نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام کا خدا کرموں کا پھل دینے میں مختار کل ہے

تیسرا سبب یہ ہے کہ میرا مذہب کہتا ہے کہ ہمارا رب مالك يوم الدين ہے یعنی ہمارے تمام حرکات و سکنات۔ اقوال و افعال۔ بار آور اور نتیجہ خیز ہوں گے۔ خواہ وہ ایک ذرّہ کے برابر کیوں نہ ہوں فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (سورۃ الزلزال آیت 8-9) یعنی جو کوئی نیک یا بد جیسا عمل کرے گا۔ خواہ وہ ایک ذرہ بھر بھی ہو ضرور اپنے کئے کا پھل پائے گا۔ اقوال اور اعمال پر نتائج مرتب کرنے میں ہمارا خدا مالک بادشاہ اور مختار کل ہے۔ کسی کے مشورے یا امداد کا محتاج نہیں۔ وہ بالکل خود مختار اور آزاد ہے پس ایک طرف تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے

اقوال اور افعال کے نتائج کے ضرور اُمید رکھیں دوسری طرف بتا تا ہے کہ نتائج کسی کے مشورہ یا سفارش پر منحصر نہ ہوں گے۔ بلکہ آزاد نہ ہوں گے۔ تیسرے جیسا کہ بادشاہ مختار کل ہوتا ہے جس شخص کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کرے۔ اس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے **لا یسئل یفعل وھم یسئلون**۔ خدا تعالیٰ سے کوئی باز پُرس کرنے والا نہیں کہ اس نے فلاں شخص کو کوئی انعام یا پھل کیوں دیا۔ اس طرح ہمیں متوجہ کیا ہے کہ ہم اپنے اقوال وافعال میں محاط رہیں چونکہ یہ تعلیم اس وضاحت کے ساتھ دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام صرف واحد خدا کی عبادت اور اسی سے امداد طلبی کی تعلیم دیتا ہے۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ میرا مذہب مجھ سے اقرار کراتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (سورہ فاتحہ) یعنی ہماری عبادت بندگی اور تابعداری کے اظہار کے لئے صرف ایک خدا ہے جس کا کوئی دوسرا شریک نہیں۔ وہ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ○وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ○ (سورہ الاخلاص آیت 4-7) ہے یعنی اللہ کا کوئی ماں باپ نہیں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی رشتہ دار وہ لا الہ الا اللہ ہے وہ صرف اکیلا خدا ہے کوئی دوسرا معبود اس کے ساتھ شریک نہیں۔ ہم اپنی تمام ضروریات اور حاجات میں اسی ایک خدا سے مدد اور استعانت طلب کرتے ہیں۔ کسی دیوی دیوتا بُت یا انسان جاندار یا بیجان چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ یہ خالص توحید پرستی صرف میرا ہی مذہب سکھاتا ہے اس لئے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے

پانچواں سبب یہ ہے کہ میرا خدا میری الہامی پُستک میں فرماتا ہے کہ وہ السلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سراپا اسلامی امن والی ذات ہے۔ اور جو دھرم اس نے ہمیں دیا اس کا نام رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً (سورۃ المائدہ آیت 4) فرما کر خود بتا دیا کہ میں نے تمہارے لئے جو مذہب پسند کیا ہے وہ اسلام ہے جو صلح اور آشتی یا کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا مذہب ہے۔ اس مذہب پر عمل کرنے سے دارالسلام ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ (سورۃ یونس آیت 26) اللہ تم کو دارالسلام کی طرف بُلاتا ہے جو سلامتی صلح اور امن کا گھر ہے۔ اسلام کی پیروی کرنے والوں کا نام بھی هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ الحج آیت 79) کہہ کر خود مسلم رکھا۔ جس کے معنی ہیں خدا کا کامل فرمانبردار یا صلح اور امن سے رہنے والا جس کے ہاتھ اور زبان سے مخلوقِ خدا کو سُکھ ہی سُکھ پہنچے۔ چونکہ یہ خصوصیات سوائے اسلام کے کسی دوسرے دھرم میں بدیں تشریح موجود نہیں۔ اور نہ کسی دوسرے دھرم کی الہامی پُستک نے اپنا یہ کام بتایا نہ اپنے پیروکار کا نام رکھا اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام ہی خالص توحید دیتا ہے

چھٹا سبب میرا دھرم مجھے کہتا ہے کہ تم لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہو گویا یہ اقرار کرو کہ اللہ ایک ہے وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا اور بے مثل ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورۃ الشوریٰ آیت 12) کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس کے ساتھ کہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ایک بندہ اور تمہارے جیسا انسان أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (سورۃ الکھف آیت 111) البتہ وہ خدا سے ہمکلام ہوا اور ہمارے لئے اس کا رسول اور پیغام رساں ہو کر آیا۔ اسی نے ہم کو صرف ایک خدا کی عبادت اور اطاعۃ کی تعلیم دی۔ اور شرک

سے نفرت دلائی۔ علاوہ ازیں یہ بھی تعلیم دی لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورۃ الانبیاء آیت 23) یعنی اگر زمین و آسمان میں ایک اللہ کے سوا کوئی خدا ہوتا یا متعدد خدا ہوتے تو ضرور تھا کہ نظام عالم کے انتظام میں یہ باقاعدگی جو موجود ہے نہ رہتی۔ کثرت معبودوں کے باعث کثرت رائے ہوتیں اور اختلاف واقع ہو جاتا۔ جس کا نتیجہ باہمی تصادم اور فساد ہوتا۔ لہذا نظام عالم کا خالق و مالک اور مختار کل صرف ایک ہی ذات ہے جو اللہ ہے یہ خالص توحید صرف اسلام نے سکھائی اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام ہر انسان کو پیدائشی طور پر پاک کہتا ہے

ساتواں سبب یہ ہے میرا دھرم یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کو پاک اور بے عیب بنایا اور پیدائشی طور پر وہ گناہ گار نہیں بلکہ معصوم ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک روح سے حصہ دار ہے جیسا کہ فرمایا فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ (سورۃ الحجر آیت 30) جس وقت میں نے انسان کو مکمل کر دیا تو اس میں اپنی روح پھونک دی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیدائشاً روح اللہ یعنی معصوم ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا انسان فطرت اللہ پر پیدا ہوا ہے۔ جس کی تشریح حدیث میں اس طرح پر ہے كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشاً فطرۃ اللہ پر پیدا ہوتا ہے یعنی فرمانبردار اور مسلمان ہوتا ہے گناہگار نہیں ہوتا۔ انسان کی فطرت اس وقت بگڑتی ہے جب وہ بالغ ہو کر غلط کاریاں شروع کر دیتا ہے۔ اور خلاف فطرت و شریعت کام کرتا ہے اس کے اعمال کا احتساب اس وقت شروع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صحیح العقل و صحیح الدماغ ہو۔ خداوند تعالیٰ نے انسان کو صحیح فطرت پر قائم رکھنے کے لئے عقل، قوت ممیزہ، الہام، پیغامبر، شریعت اور دستور العمل جیسی چیزیں عطا

کیں اور اس کو صحیح عقائد اخلاق اور اعمال کی تعلیم دی۔ غلط راہوں سے روکا اور ہر دو راستوں کے نتائج سے آگاہ کیا۔ پس یہ تعلیم کہ انسان پیدائشی طور پر گناہ سے پاک اور معصوم ہے اور کسی پہلے جنم کے بدنتائج سے بری ہے صرف اسلام نے دی۔ اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام کے خدا کی صفات ازلی اور ابدی ہیں

آٹھواں سبب یہ ہے کہ وہ مجھے تعلیم دیتا ہے کہ **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ** (سورۃ الرحمٰن آیت 28-27) یعنی دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں ان پر ہر وقت فنا اور تغیر وتبدل کا قانون جاری ہے۔ ایک حالت پر قائم اور دائم رہنے والا صرف تیرا رب ہے جو بڑے جلال اور عزّت والا ہے۔ اس لئے ہمارا خدا جیسا کہ وہ زمانہ ماضی میں سمیع سننے والا بصیر دیکھنا والا اور کلیم بولنے اور ہمکلام ہونے والا تھا۔ وہ زمانہ حال میں بھی ایسا ہی ہے اور زمانہ مستقبل میں بھی ایسا ہی رہے گا۔ وہ تغیر تبدل اور فنا سے پاک اور بری ہے جس طرح وہ زمانہ ماضی میں مل ہندوستان میں وید مقدس کے چاروں رشیوں، حضرت سری کرشن، حضرت رامچندر اور حضرت گوم بدھ سے چین میں حضرت کانفیوشس سے، ایران میں حضرت زرشت اور دوسرے انبیا سے، مصر عراق اور شام میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ سے اور عرب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمکلام ہوا اسی طرح اس زمانہ میں بھی احمد قادیانی سے ہندوستان میں ہمکلام ہوا۔ اور حسب فرمان **إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ** (سورۃ الفصلت آیت 31) وہ لوگ جو اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے،

اور پھر اقرار پر استقامت دکھاتے ہیں تو اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور ان کو بذریعہ الہام تسلی دیتے ہیں کہ نہ تو موجودہ خطرات کا خوف کرو اور نہ آنے والے مصائب سے ڈرو اور تم جنت کی خوشخبری مناؤ۔ جس جنت کا تم کو وعدہ کیا گیا ہے۔) یہ سلسلہ زمانہ مستقبل میں منقطع نہیں بلکہ جاری ہے۔ یہ صفت تکلّم خدائے تعالیٰ کی ہستی کی ایک زندہ دلیل ہے اور انبیاء کا وجود اس کی ذات پر زندہ گواہ ہے۔ چونکہ سب مذاہب عالم خدا تعالیٰ کے تکلم بزمانہ ماضی کے قائم ہیں جو ایک افسانہ کا رنگ رکھتے ہیں مگر اسلام نہ صرف اس کے زمانہ حال میں ہمکلامی کا اقرار ہی کرتا ہے بلکہ بطور ثبوت نمونہ بھی پیش کرتا ہے اور نیز مستقبل میں ہمکلاموں کے پیدا ہوتے رہنے کا قائل ہے۔ اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام انبیائے عالم اور اُن کی وحیوں پر ایمان لانے کا اقرار کراتا ہے

نواں سبب یہ ہے کہ اسلام مجھے عالمگیر وسعتِ قلبی کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے **قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ** (سورۃ البقرہ آیت 137)

یعنی اے نبی تم اپنے ماننے والوں کو کہو کہ وہ یوں اقرار کریں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے اس کلام پر جو اُس نے ہماری طرف ہمارے زمانہ میں اتارا، اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی۔ ہم اس کلام اللہ پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کو دی گئی یا حضرت حضرت عیسیٰؑ لائے اور اس وحی الٰہی پر بھی جو دنیا کے کسی ملک، قوم یا زمانہ میں کسی پاک انسان پر نازل ہوئی۔ ہم دنیا کے سب رسولوں کو مانتے ہیں کیونکہ ہم خدا کے فرمانبردار اور تابعدار لوگ ہیں۔ دیکھو

کس وسعت قلبی سے دنیا کی سب اقوام کے انبیا اور رشیوں کو خدا کا فرستاہ اور ان کی وحی کو خدا کا کلام مانا گیا ہے۔ان کی عزت اور توقیر کی تعلیم دی گئی ہے۔اس لئے ہم بحیثیت مسلم چار رشیوں اور ان کے وید مقدس، حضرت گوتم بدھ اور ان کے مجموعہ تعلیمات، حضرت کرشن اور اُن کی بھاگوت گیتا، حضرت موسیٰ ؑ اور ان کی تورات شریف، حضرت عیسیٰ ؑ اور اُن کی انجیل مقدس حضرت زرتشت اور ان کی مقدس گاتھا اور نبیوں کے جامع مظہر حضرت محمد ﷺ اور ان کی مقدس تعلیمات کے مجموعہ قرآن کریم کو مانتے ہیں یعنی ان سب کو خدا کا فرستادہ اور ان کی مجموعہ تعلیمات یا کتب کو کلام الٰہی جانتے ہیں۔ یہ وہ خاص تعلیم ہے جو صرف ہمارا مذہب اسلام ہی ہمیں دیتا ہے اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام عالمگیر مذہب ہونے کا مُدعی ہے۔

دسواں سبب یہ ہے کہ تمام مذاہب اور اُن کے بانی اپنے دعویٰ میں صرف کسی خاص ملک قوم یا زمانہ کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں اور اُن کی تعلیم یا دعوت کا دائرہ ایک خاص تک محدود ہے جیسا کہ حضرت زردشت ایران کے لئے حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ بنی اسرائیل کے لئے حضرت کانفیوشس چین کے لئے چار رشی اور ان کے وید ہندوستان کے لئے حضرت کرشن اور حضرت گوتم بُدھ صرف اقوام ہند کے لئے تھے مگر بخالف اس کے مذہب اسلام کو عالمگیر مذہب ہونے کا مدعی ہے۔ چنانچہ (1) اسلام کا بانی حضرت محمد ﷺ ہی صرف اس بات کا مدعی ہے کہ وہ کل دنیا کے واسطے واحد امام اور رسول ہے جیسا کہ اس کو حکم ہوتا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (سورۃ الاعراف آیت 159) کہہ دو کہ اے دنیا کے لوگو میں تم سب کے لئے خدا کا رسول اور امام ہو کر آیا ہوں پھر فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء 108) ہم

نے تم کو سب اقوام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورۃ سبا آیت 29) ہم نے تم کو تمام مخلوقات کے لئے بشیر اورنذیر بنا کر بھیجا ہے۔(2) اس کا دستور العمل یا شریعت اس بات کی مدعی ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (سورۃ الاحقاف آیت 3) یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو عزیز اور حکیم ہے یہ دعویٰ کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں۔ اس کا دعوی ہے إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (سورۃ التکویر آیت 28)۔ یعنی قرآن کریم جمیع اقوام عالم کے لئے بطور یادداشت اور نصیحت ہے گویا عالمگیر کتاب الشریعت ہونے کا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ بھی کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں۔ ہماری شریعت کا دعویٰ ہے کہ وہ کامل کتاب ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورۃ المائدہ 4) ہم نے اس زمانہ میں تم کو اکمل شریعت دے دی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ مفصل کتاب ہے۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا (سورۃ الانعام آیت 115) اس کا دعویٰ ہے کہ ہر ضروری چیز اس میں بیان شدہ ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا (سورۃ نحل آیت 90) اس کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے کامل علم سے نازل ہوئی فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ (سورۃ ھود 15) اللہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ فصیح زبان میں ہے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (سورۃ یوسف 3) اس کا دعویٰ ہے کہ کوئی تر و خشک بات نہیں جو بیان کرنے والی ہیں موجود نہ ہو لَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (سورۃ انعام آیت 60) اس کا دعویٰ ہے لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (سورۃ فصلٰت آیت 43) کوئی باطل اس زمانہ میں یا آنے والے زمانہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ حکمت والے اور قابل ستائش ذات نے اتارا ہے الگرض یہ وہ دعاوی

ہیں جو کسی دوسرے الہامی کتاب میں موجود نہیں۔(3) ہمارے مرکز مذہب کو عالمگیر ہونے کا دعویٰ ہے جس کو قرآن کریم نے اس طرح پیش کیا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ○(سورۃ آل عمران 97) یعنی پہلا دعویٰ یہ ہے کہ تمام معبد گاہوں میں سے تاریخی طور پر سب سے پہلا گھر جو بیت اللہ کے نام سے موسوم ہوا۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ تمام دنیا کے واسطے مرکز ہے جو سرزمین مکہ میں واقع ہوا ہے وہ بابرکت ہے اور اقوام عالم کے واسطے ہدایت ہے کسی الہامی کتاب نے اپنا کوئی مرکز مقرر نہیں کیا۔ اور پھر اس کے بارہ میں ایسا دعویٰ ہے کہ صرف اسی کا پیرو محبوب و مقبول خدا ہوسکتا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورۃ آل عمران 20) صحیح اور سچا دین خدائے تعالیٰ کے حضور صرف الاسلام ہے اور پھر کہتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○۔(سورہ آل عمران 86) یعنی جو لوگ اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر چل کر محبوب و مقبول خدا بننا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز مقبول خدا نہ بن سکیں گے بلکہ انجام کا خائب و خاسر ثابت ہوں گے پھر اعلان کرتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران 32) اگر تم کو شوق ہے محبوب و مقبول خدا بنو تو آؤ میری پیروی کرو تا کہ تم محبوب و مقبولِ خدا بن سکو ورنہ یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بن سکتے۔ گویا ہمارا نبی کامل انسان، کامل نبی، ہماری دستور العمل کامل کتاب اور کامل شریعت ہمارا مرکز مذہب عالمگیر اور ہمارا مذہب ہی صرف مقبولِ خدا ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو میرا دھرم اسلام پیش کرتا ہے اور دوسرے کسی دھرم میں اُن کا وجود اور ثبوت نہیں اس لئے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

شریعتِ اسلام کا محافظ خود خدا ہے

گیارھواں سبب یہ ہے کہ میرے مذہب کا خدا تعالیٰ ہر وقت نگران اور محافظ ہے اور ہر طرح کی مداخلتِ انسانی سے محفوظ ہے جیسا کہ ہمارے خدا نے ہماری کتاب اور شریعت کے حق میں فرمایا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ○ (سورۃ الحجر آیت 10) یعنی یہ کلام ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں یہ حفاظت تین قسم پر منقسم ہے پہلی قسم حفاظتِ لفظی ہے یعنی جس طرح قرآن کریم نازل ہوتا گیا اسی طرح حضرت محمد ﷺ جمع کرتے گئے اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ (سورۃ القیامۃ آیت 18) یعنی ہم نے اس کتاب کو صورت میں جمع کرنا ہے اور ہم نے اس کو پڑھانا ہے پس جس طرح اور جس خط میں پہلے دن کاتبوں نے قرآن کریم کو لکھا آج تیرہ سو سال گذرنے پر بھی ہو بہو ویسا ہی موجود ہے مثلاً پہلے کاتب نے کسی مقام پر لفظ کتاب کا کتٰب لکھ کر صرف تا پر زبر ڈال دی ہے اور الف چھوڑ دیا اور رحمٰن میں الف چھوڑ دیا ہے اور صرف میم پر کھڑی زبر لکھ دی ہے یا لفظ ابراھیم کو سورۃ بقرہ میں ابراھم کر کے لکھا ہے۔ یعنی بجائے یا کے صرف ھ کے نیچے کھڑا کسرہ لکھ دیا ہے تو آج تک اسی طرح نقل ہوتا چلا آیا ہے اور ہر صدی میں ہر ملک میں ہر کاتب نے اس کو ایسا ہی لکھا ہے۔ اور اس کی تصحیح نہ کی۔ بالفاظ دیگر کہہ سکتے ہیں کہ آج تک ایک نقطہ یا ایک شوشہ کا فرق بھی نہیں کیا گیا۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ ہمارے بیان کے خلاف ثبوت پیش کرے۔ ورنہ ہمارا دعویٰ قائم اور ثابت ہے۔ علاوہ ازیں اگر آج ایسا اتفاق ہو جائے کہ دنیا کی جمیع الہامی کتب کو ایک بڑے جہاز میں لاد کر کسی سمندر کے عمیق پانی میں غرق کر دیا جائے اور رَوئے زمین پر ایک بھی کتاب کا وجود باقی نہ رہے اور پھر تمام مذاہب کے علماء کو کہہ دیا جائے کہ اب اپنی اپنی کتاب لاؤ۔ تو یقیناً دنیا پھر سے وید مقدس کو نہ دیکھ سکے گی۔ ایسا ہی تورات شریف، انجیل مقدس، بھاگوت گیتا، گاتھا، بدھ مت کی تین پٹاریاں اور کنفیوشس کی تعلیمات کا کچھ پتہ چل نہ سکے گا۔ ہاں اگر کوئی کتاب من وعن

دوبارہ وجود میں آسکتی ہے تو وہ صرف قرآن کریم ہی ہے جو کاغذ کی حفاظت کا مرہون منت نہیں بلکہ اس کے لاکھوں حفاظ دنیا میں موجود ہیں جن کے دماغ میں تیس پارے قرآن حرف بحرف گراموفون کے ریکارڈ کی طرح محفوظ ہے اور اگر ایک حافظ قرآن کسی ایک مقام پر زیر زبر کی غلطی کر دے تو ہزاروں حفاظ اس کی درستی کے واسطے فوراً بول اٹھیں گے کہ اصل عبارت یوں ہے۔

دوسری حفاظت لسانی ہے وہ اس طرح کہ جس قدیم زبان سنسکرت میں وید مقدس لکھے گئے تھے۔ آج وہ ہندوستان میں نہ بولی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح زند قدیم کی زبان جس میں گاتھا لکھی گئی تھی ایران میں آج بولی اور سمجھی نہیں جاتی اور نہ ہی قدیم عبرانی جس میں حضرت موسیٰ کی تورات لکھی گئی تھی شام یا فلسطین میں بولی یا سمجھی جاتی ہے۔ یہی حال اناجیل اور دوسری مذہبی کتب کی قدیم زبانوں کا ہے۔ جس میں وہ لکھی گئی تھیں۔ یعنی نہ تو وہ زبانیں دنیا کے کسی گوشہ میں موجود ہیں اور نہ کہیں بطور زبان بولی یا سمجھی جاتی ہیں یا بالفاظِ دیگر یہ سب زبانیں مردہ ہو چکی ہیں اگر کوئی زبان زندہ کہلا سکتی ہے تو وہ صرف عربی زبان ہی ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ یہ زبان آج بھی عرب اور عرب سے باہر دنیا میں کڑوہا مخلوق کی زبان ہے جو بولی اور سمجھی جاتی ہے گویا یہ زبان آج تک زندہ ہے تاکہ آسانی سے یہ کلام سمجھ میں آسکے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عالمگیر کتاب صرف وہی الہامی کتاب ہو سکتی ہے جس کی زبان زندہ زبان ہو۔ جس کو کرڑوہا مخلوق ہر جگہ بول اور سمجھ سکتے ہوں۔ وہی الہامی کتاب باقی رہنے کے قابل ہے جس کی زبان باقی ہے۔ جس کی زبان خدائے تعالیٰ نے مردہ کر دی اور مٹادی وہ کتاب ہی گویا خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے مٹادی۔

تیسری حفاظت معنوی ہے آج اگر وید کے معانی میں سناتن دھرم اور آریہ سماج میں اختلاف ہو یا تورات کے معانی میں کسی فریسی اور صدوقی میں اختلاف ہو یا عیسائی اور

یہودی اختلاف کریں یا اناجیل کے معانی میں رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ اختلاف کریں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کی تائید اور تصدیق کے لئے کوئی انتظام موجود نہیں کہ ان کے اختلاف رفع کرنے کے واسطے کوئی صاحب وحی انسان جس سے خدا ہمکلام ہوتا ہو کھڑا کرے اور وہ اختلاف والے مقام کے صحیح معنی اور تفسیر کردے تا کہ اختلاف رفع ہو مگر یہ فخر صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ اس کی حفاظت معنوی کے واسطے ہر صدی کے سر پر ایک متکلّم باللہ یا مجدّد مبعوث ہوتا چلا آتا ہے جو اس کے زیر اختلاف مقام کی صحیح تفسیر اور تشریح کر دیتا ہے۔ اور مخالفان حق کو دلائل اور براہین سے خاموش کرتا رہا ہے اور ہمارے زمانہ میں حضرت احمد نبی اللہ اس دعویٰ کا زندہ ثبوت ہیں۔

یہ وہ تین خصوصیات ہیں جو صرف ہماری کتاب الشریعت کو حاصل ہیں اور کوئی دوسری الہامی کتاب ان کو پیش نہیں کر سکتی۔ اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

حضرت محمد یونیورسل پرافٹ ہیں

بارھواں سبب یہ ہے ہمارے مذہب کا بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بطور امام الناس اور یونیورسل لیڈر ہونے کے کامل انسان، کامل نبی اور کامل شارع اور کامل اسوہ حسنہ ہے۔ یہ کامل انسان اس واسطے ہے کہ اس نے انسانیت کے ہر پہلو میں ایک کمال نمونہ دکھایا۔(1) وہ یتیم رہا اس واسطے اس نے ماں باپ کے آداب کی پوری تعلیم دی۔ وہ یتیم رہا اور یتیموں کی پرورش، تربیت، تحفظ جائیداد کی پوری ہدایات بیاں کیں۔(2) وہ جوان رہا اُس نے 25 سال تک قابل رشک زندگی بسر کی۔ قوم کے لوگوں نے اس کو صادق یعنی راستباز، امین یعنی امانت دار، باعفت انسان کا خطاب دیا۔(3) وہ ملازم اور تاجر رہا اور وہ عملی نمونہ دکھایا کہ حضرت خدیجہ جیسی دولت مند بیوہ نے محض اس کی دیانت، لیاقت، حسن

تدبیر، حسنِ اخلاق وحسن معاملات کو دیکھ کر اس سے نکاح کی درخواست کی۔(4) وہ اعلیٰ چال چلن رکھ کر نبوت کے دعویٰ کے بعد اہلِ ملک کو چیلنج کیا کہ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ○(سورۃ یونس آیت 17) یعنی میں نے نبوّت سے قبل چالیس سال تمہارے درمیان زندگی بسر کی ہے۔اور میری زندگی تمہارے سامنے ہے جس میں تم کو غور کرنے کا موقعہ حاصل ہے کیا تم اس میں کوئی عیب یا نقص تلاش کر سکتے ہو۔ باوجود اس کھلے چیلنج کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ کوئی نقص نکال سکے۔ اور کوئی موقعہ الزام تراشی کا کسی کو نہ مل سکا۔(5) بطور روحانی پیشوا اور لیڈر وہ جماعت تیار کی جس کی مثال تلاش کرنی عبث اور بیسود ہے۔عرب کے ان پڑھ حیوانوں کو انسان اور با اخلاق انسان اور با خدا انسان بنا دیا۔اور شتر بانوں سے جہانبان بنا دیا نہ صرف یہ بلکہ جلد ہی سارے عرب بلکہ فارس،عراق،مصر شام اور روم کا بادشاہ بنا دیا۔(6) بلحاظ قانون ساز اور شارع وہ مجموعہ قوانین اور دستور العمل چھوڑا جس میں آج تیرہ سو سال گذرنے پر بھی کوئی نقص نہ پایا جا سکا۔ ہر زمانہ ہر قوم اور ملک کے لئے موزوں ثابت ہوا۔(7) باوجود امّی ہونے کے بطور فصیح وبلیغ وہ کلام باقی چھوڑا جس کی مثل لانے پر دنیا کے عالم اور بلیغ انسان قادر نہ ہو سکے۔(8) بطور نبی اس کثرت سے پیشگوئیاں کیں جو نہ صرف اس کے ایام حیات میں نہایت شاندار طریق پر پوری ہوئیں بلکہ ان کی تکمیل کا دامن تا دائرہ قیامت وسیع ہے۔(9) بطور بادشاہ وہ خود مختارانہ اور عادلانہ حکومت کی جس کا نمونہ ملنا محالات سے ہے۔(10) بطور استاد وہ شاگرد چھوڑے جو اُمّی سے عالم بلکہ استاد کامل بنے۔(11) بطور جرنیل وہ طریق جنگ ایجاد کئے اور وہ قوانین جنگ بتائے جو آج بھی کارآمد اور مفید ہیں۔(12) میدان جنگ میں خود سپاہیوں کی طرح وہ شجاعانہ حصّہ لیا کہ کبھی دشمن کے مقابلہ سے منہ نہ موڑا اور ہر موقعہ پر کامیاب رہا۔(13) بطور

فاتح مفتوح اور مغلوب دشمنوں سے وہ سلوک کیا۔جس کی مثال کسی زمانہ میں تلاش کرنی سعی لاحاصل ہے اور اسی کے نتیجہ میں کل مفتوح برضا و رغبت خود ایمان لائے ۔(14) بطور شوہر وہ اعلیٰ شوہر ثابت ہوا کہ عورتوں کو کامل حقوق دلائے اور اُن کے حقوق کی مثال جو اس نے اسلام میں عورتوں کے مقرّر کئے کسی الہامی کتاب میں تلاش کرنا بیفائدہ ہے۔(15) بطور مالک غلام کو آزادی دلائی ۔غلامی سے نفرت دلائی ۔غلاموں کی آزادی کو خیر وعبادت قرار دیا۔غلاموں سے مساوی سلوک کا حکم دیا۔ان کو آزاد خاندانوں میں رشتہ کرنے کا حق دیا۔حضرت زید بن ثابت کو جو ایک غلام تھا آزاد کیا اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ لوگ اس کو زید بن محمد کہنے لگے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی جو ایک معزز خاندان قریش میں سے تھی اس کے نکاح میں دی۔قریش گویا ملک عرب کے برہمن تھے۔اور برہمنوں سے بڑھ کر مغرور تھے اور غلام کو شودر کی طرح جانتے تھے۔(16) بطور باپ لڑکے اور لڑکی کا حق دلایا والد کی جائیداد میں مقرر کیا اور عورتوں شوہروں سے مہر دلایا اور والدین سے جائداد سے حصہ دلایا۔(18) بطور راہب اور تارک الدنیا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ دنیا میں رہ کر دنیا کا ہوکر دنیا کما کر گھر میں کچھ جمع نہ کیا اور نہ کچھ ترکہ چھوڑا۔سب کچھ رفاع میں خرچ کیا البتہ ترک دنیا کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بسنے سے منع کیا اور فرمایالا رھبانیۃ فی الاسلام (الحدیث) اسلام میں یہ طریق ترک دنیا درست اور معقول نہیں۔دنیا میں رہو اور دنیا کو فائدہ پہونچاؤ۔(18) اخلاق کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (سورۃ القلم آیت 5) کا خطاب دیا۔یعنی اخلاق میں تیرا مقام بہت بلند ہے حسن سلوک میں مسکینوں،غریبوں،مسافروں،ہمسائیوں،اپنے ہم مذہبوں سے غیر مذاہب سے بہترین سلوک اور اخلاق کی تعلیم دی۔ اپنے بعد ایک بہترین شجاع، مدبر، باخلاق، باخدا،حکمران جماعت چھوڑ گیا۔ ہر قسم کے انسان کو زندگی کے شعبہ میں نمونہ دکھایا

گیا کیونکہ وہ کل دنیا کے واسطے واحد مطاع اور یونیورسل لیڈر ہونے کا مدعی ہوا۔اور بجا ہوا۔ ہم کو اسلام نے تعلیم دی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب آیت 22) یعنی حضرت محمد ﷺ جو خدا کا رسول ہے تمہارے لئے اس کی زندگی کا ہر حصّہ بہترین نمونہ اور آڈیل ہے اس کی بیوی حضرت عائشہؓ کہتی ہے۔ کان خلقه قرآن یعنی حضرت محمد ﷺ کے اخلاق اگر دیکھنے ہوں تو قرآن مطالعہ کرو۔ یہی اس کے اخلاق ہیں جس پاک انسان نے یہ نمونہ دکھایا۔ وہ مذہب اسلام کا بانی حضرت محمد ﷺ ہے۔اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام کی تبلیغ ودعوت کا طریق صرف اخلاق حسنہ اور دلائل ہیں

تیرھواں سبب یہ ہے۔ میرا مذہب اسلام ہے جس کے معنی صلح۔آشتی اور فرمانبرداری ہیں جس کا اصل دعوت اسلام اپنے اخلاق دلائل، حسن سلوک اور تسخیر قلوب سے ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے ادعُ إِلىٰ سَبيلِ رَبِّكَ بِالحِكمَةِ وَالمَوعِظَةِ الحَسَنَةِ وَجادِلهُم بِالَّتي هِيَ أَحسَنُ (سورۃ النحل آیت 126) یعنی تم مسلمان غیر مسلموں کو دعوت الی الاسلام دو تو حکیمانہ اور عقلمندانہ کلام سے دو اور جب لوگ سننے کے لئے متوجہ ہوں تو ان کو ان کی ضروریات زندگی پر اُن کے عیوب ونقائص پر بہترین پرایہ میں وعظ ونصیحت کرو اور اگر وہ کوئی بات دریافت کریں تو اُن سے گفتگو اور سوال و جواب نہایت عمدہ طریق سے کرو۔ پھر فرمایا وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورۃ البقرہ آیت 84) لوگوں سے جب کلام کرو تو نہایت خوبصورت پیرایہ میں کرو۔ جو کانوں کو خوش لگے اور دل پر اثر اور دماغ اس کو مدلّل جان کر قبول کرے۔البتہ دعوت وتبلیغ کے معاملہ میں تلوار اور جبر سے کام نہ لو کیونکہ حسب فرمان لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۃ البقرہ 257) دین کی اشاعت جبر وتلوار سے حرام

ہے۔ ہر مذہب کے پیروؤں سے کہہ دو لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (سورۃ الکافرون آیت 7) بیشک تم کو آزادی حاصل ہے جس مذہب پر تم ہو اسی پر رہو اور جس مذہب پر ہم ہیں اس پر ہم رہیں گے ایک دوسرے کے ساتھ جبر و اکراہ سے کام نہ لیں گے۔

غیر مذاہب پر جزیہ ٹیکس یا پالٹیکس مقرر کیا جو فی کس سالانہ تین روپے آٹھ آنہ سے زیادہ نہ تھا مگر بعوض اس کے ان کو دشمن کے مقابلہ سے فوجی خدمات اور ملک کی حفاظت سے معاف رکھا گیا تھا۔ اور اُن کے جان، مال اور عزّت کی حفاظت کلی طور پر اپنے ذمّہ لی اور اُن کو کامل مذہبی آزادی عطا کی تھی۔

جو مقابلے اور جنگ ہوئی وہ صرف مدافعت کے لئے ہوئیں۔ پہلی لڑائی اہل مکّہ سے بدر میں ہوئی۔ جس میں اہل مکّہ تیرہ سو تھے جن میں ایک ہزار پیادے اور تین سو سوار تھے۔ اور وہ سب بہترین سامانِ جنگ سے آراستہ تھے۔ مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ اور وہ بھی اکثر نہتّے اور بے ہتھیار تھے اور ان میں سے سوا رسو سے بھی کم تھے اسی پر دیگر جنگوں کا اندازہ کرلو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ساتھیوں کے اپنا شہر، ملک، جائداد گھر بار اور رشتہ دار سب چھوڑ چھاڑ کر دو سو میل دور مدینہ میں بھاگ آئے تھے مگر باوجود اس کے اہل مکّہ نے سخت ظلم اور مجبوری کے حالت میں اہلِ مکّہ نے ان کی تباہی کے لئے مدینہ پر چڑھائی کی۔ تو جنگ بدر پیش آیا۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا ہے قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ یعنی جنگ صرف ان لوگوں سے کرو۔ جو تم پر چڑھ آئیں یا حملہ آور ہوئے ہیں۔ اور لڑائی کی پہل کر چکے ہیں۔ اور دشمن جنگ نہ کرے تو تم بھی نہ کرو۔ یہ بات دشمنوں کی پھیلائی ہوئی ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے اور ان کے پاس اس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں۔ اسلام اپنی تعلیم کا ذمہ دار ہے نہ کسی مسلمان بادشاہ کے خلافِ اسلام طرزِ عمل کا۔ اسلام نے ہمیشہ برداشت اور امن کی تعلیم دی ہے اور ضمیر کی آزادی کو قائم رکھا

ہے چونکہ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے اور مسلم امن کا دیوتا ہوتا ہے اس لئے مجھے اپنا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام علم اور قلم سے کام لینے والا بناتا ہے

چودھواں سبب یہ ہے کہ ہمارے دھرم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی پہلی وحی یہ ہے۔اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ○خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ○(سورۃ العلق 2-6) یعنی اپنے رب کے نام سے پڑھنا شروع کر جس نے تمام اشیاء کو نیست سے ہست کیا۔ انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا۔ پڑھو اور تیرا رب قابل عزت ہے جس نے انسان کو علم دیا اور علم کا ذریعہ قلم گردانا اور ان کو علوم سکھائے جو اُن کو معلوم نہ تھے گویا مسلمانوں کو علم سیکھنے اور قلم سے کام لینے کی تعلیم دی۔ پھر فرمایا هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ (سورۃ الزمر آیت 10) کیا اہل علم اور بے علم ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ پھر فرمایا قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ 115) کہو کے میرا رب مجھے روز افزوں علم دے۔ تحصیل علم میں مرد عورت یکساں تکلّف گردانے۔ چنانچہ حضرت عائشہ حضرت محمد ﷺ کی بیوی اس قدر عالم تھی کہ احادیث میں اکثر مسائل اُن سے روایت شدہ ہیں۔ جہالت سے اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین کہہ کر نفرت دلائی کہ خدا سے پناہ مانگو کہ تم جاہلوں میں سے نہ بنو۔ مسلمانوں نے اس تعلیم کی تعمیل میں وہ علوم اور تحریرات کا ذخیرہ چھوڑا جس کی نظیر اسلام سے قبل مذاہب میں تلاش کرنی عبث ہے۔ چونکہ اسلام علم اور قلم سے کام لینے کی تعلیم دیتا ہے اس لئے میرا دھرم مجھے پیارا ہے۔

اسلام توقیر بزرگانِ مذاہب سکھاتا ہے

پندرھواں سبب یہ ہے کہ اسلام ہم کو نہ صرف مذہبی آزادی کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ دوسرے مذاہب کے بانیوں اور قابل قدر ہستیوں کی توقیر اور عزّت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے وَلَا تَسُبُّوا۟ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَسُبُّوا۟ ٱللَّهَ عَدۡوَۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ۔(سورۃ الانعام 109) یعنی اے مسلمانو! تم دوسرے مذاہب کے اُن بزرگوں کے جن کو وہ خدا کے علاوہ قابل جانتے ہیں ہتک آمیز لہجہ میں دشنام دہی سے مت یاد کرو۔ ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مذاہب میں سب وشتم کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور پھر لوگ دشمنی میں آکر تمہارے اللہ کو بھی بے علمی کے باعث گالیاں دینے لگ جائیں گے۔ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ہم احمدی مسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُس کی امُت کے اولیاء اللہ کی عزت کرتے ہیں۔ اسی طرح یہود کے حضرت موسیٰ اور اُن کے دوسرے انبیاء، عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ اور اس کے حواریوں، پارسیوں کے حضرت زردشت اور اُن کے دوسرے پیغمبروں۔ ہندوستان کے حضرت گوتم بدھ، حضرت کرشن، حضرت رامچندر اور سکھوں کے حضرت باوانانک علیہ الرحمۃ کی عزت اور توقیر کرتے ہیں اور ان کی ہتک کو منافی شان اسلام جانتے ہیں۔

یہ تعلیم چونکہ ہمارے دلوں پر حکومت کرتی ہے اور محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہمارا یہ عقیدہ ہے نہ کسی گورنمٹ کے قانون کی خلاف ورزی کے ڈر سے۔ ہندوستان میں جب بعض لوگوں نے دوسرے مذاہب کے بانیوں کی ہتک کی تو سرکار انگریز کو قانون وضع کرنا پڑا مگر قانون کی زد سے لوگ اپنے تئیں بچا لیتے ہیں۔ کیونکہ قانون کی حکومت اجسام پر ہے مگر مذہب کی حکومت دلوں پر ہے پس جو بات انگریزی قانون کے ذریعہ بھی

پورے طور پر حاصل نہ ہوسکی۔ وہ ہم کو از روئے قرآن کریم حاصل ہے۔ یعنی یہ کہ ہم مذہبی رواداری سے کام لیں۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا اور وہ دن اتوار کا تھا۔ انکو گرجا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی مسجد نبوی میں گرجا کرنے کی اجازت دے دی دیکھو کس قدر وسعتِ قلبی، مذہبی آزادی اور رواداری کا نمونہ ہے۔ یہ بینظیر قانون میرے دھرم اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پُوری تعلیم دیتا ہے۔

سولہواں سبب یہ ہے کہ میرے دھرم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل تعلیم دی ہے۔ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ثابت کیا۔ اس کو بدیع یعنی نیست سے ہست کرنے والا، خالق الاشیاء تمام چیزوں کو خلقت اور وجود دینے والا، اس کو مالک یعنی بادشاہ کل اور خاوند ثابت کیا۔ اور **الاوّل** کہا یعنی سب سے پہلے وہ اللہ تھا۔ رُوح اور مادہ اس کے بعد ہوئے اور اس کے امر اور حکم سے ہوئے اس کا **الاخر** کہا یعنی سب کے بعد اور آخر رہنے والا الغرض سو کے قریب خدا کے نام بتائے جن میں سے ہر ایک نام اس کی لازوال صفت کو ظاہر کرتا ہے۔ حقوق العباد میں والدین ماں باپ کی تعظیم وتکریم، اور تابعداری پر زور دیا خدا کے بعد انسانوں میں ماں باپ کے حق کو مقدم قرار دیا۔ یہاں تک حکم دیا کہ ان کے کسی قول یا فعل پر اظہار ناراضگی کے طور پر اُف تک مت کرو اور نہ اُن کو جھڑکو بلکہ ان کے حق میں دعا کرو۔ اُن کے آگے بازرو جھکاؤ ان کا حکم مانو۔ ہاں اگر وہ خدا کے حکم کے مقابلہ میں کوئی حکم دیں تو ایسے موقعہ پر صرف خدا کی بات مانو اور والدین کے حکم کی اطاعت مت

کرو۔ البتہ دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک جاری رکھو۔ خواہ تمہارا مذہب کچھ اور ہو اور اُن کا کچھ اور جنت کو ماں کی تابعداری بتایا۔ خدا کی رضامندی کو والد کی رضامندی پر منحصر رکھا۔ بھائیوں سے حُسن سلوک اور بہنوں سے محبت اور موّدت کی تعلیم دی۔ رشتہ داروں سے حُسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ غیر مذاہب سے تالیف قلوب کی تحریک کی۔ ہمسایہ قریبی اور بعیدی سے اچھے سلوک کا حکم دیا۔ مسافر، مسکین و یتیم سے عمدہ اخلاق اور حسن سلوک کی ہدایت دی۔ غلاموں اور کنیزوں اور اسیران جنگ سے بہترین سلوک کی تعلیم دی۔ عورت پر مرد کی اطاعت اور فرمانبرداری لازمی رکھی اور دیانت داری سے رہنے کی تعلیم دی۔ مرد کو عورت کے ساتھ اچھے شوہر کی طرح رہنے۔ اچھا سلوک کرنے۔ ہمدرد مشیر بنانے اس کے رشتہ داروں کی رعایت رکھنے اس کی عصمت اور عفت کو محفوظ رکھنے کے واسطے اس کو پردہ میں رکھنے کی تعلیم دی۔ کھلے لفظوں میں فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (سورۃ البقرہ آیت 229) یعنی عورتوں کے مردوں پر وہی حقوق ہیں جو مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ البتہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورۃ النساء 35) کے حکم کے ماتحت مرد عورتوں پر حکمرانی کا حق رکھتا ہے کیونکہ وہ مرد ہے۔ شوہر آقا اور مطاع ہے کما کر دیتا ہے۔

اسلام نے عام حالات میں صرف ایک عورت کی شادی کی اجازت دی ہے اور خاص حالات میں مثلاً اگر پہلی بیوی بد اخلاق ہو۔ دائم المریض ہو یا کسی متعدی بیماری میں مبتلاء ہو یا بانجھ وغیرہ ہو۔ تو مرد دو عورتیں کر سکتا ہے یا اگر استطاعت ہو اور ظاہری امور میں عدل ناممکن نہ ہو اور قائم رہ سکتا ہو۔ تو نہایت چار تک کر سکتا ہے زیادہ نہیں۔ مگر ان کے ساتھ سلوک اور برتاؤ تا حد استطاعت عدل و مساوات سے کرنا ہوگا۔ جو عدل نہ کر سکے تو وہ صرف ایک بیوی کرے ہاں فرمانبرداری امور میں جہاں ظاہری حالات کام نہیں دے

سکتے۔ وہاں عدل ناممکن ہے اسلام نے عورت کو خاوند سے مہر دلایا۔ والدین سے حصہ وراثت دلایا۔ وہ خود اپنا مال تجارت میں لگا سکتی ہے۔ اپنے مال کے استعمال میں آزاد ہے نیکی اور خیرات کے کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔ نابالغوں کی شادی کی اجازت نہیں دی بلکہ شادی کو بالغ مرد اور عورت کے پسند اور مشورہ پر رکھا جو صرف بالغ کا حق اور کام ہے۔

اسلام نے پردہ کی تاکید اور صاف حکم دیا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ (سورۃ النور 31) یعنی مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچے کر کے راہ چلیں اور اوپر کو دیکھتے ہوئے یا دوسرے کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے نہ چلیں۔ اسی طرح مومنہ عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھ کر راہ پر قدم زن ہوں۔ یہ اصل پردہ ہے۔ ہاں جب گھر سے باہر کسی ضروری کام کاج کو جائیں تو اسی طرح اپنی زیب و زینت کے مقامات پر کپڑا اوڑھ لیں۔ جس سے دوسرے شخص کو اس کے زینت کے مقامات نظر نہ آویں۔ پردہ عصمت عفت کے واسطے ضروری ہے۔ جن اقوام نے پردہ ترک کر دیا ہے وہ آج اُس کے بُرے نتائج سے سخت تکلیف میں ہیں۔

اسلام نے حکم دیا ہے **کلھم راعی و کلھم مسئول عن رعیّتہ** یعنی تم سے ہر ایک شخص بادشاہ اور حکمران ہے اور اس کو اپنی رعیت کے حقوق کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں باز پرس ہوگی۔ ہم کو حکم دیا کہ اولی الامر کی اطاعت کریں خواہ بادشاہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ بغاوت اور فساد کو سخت ناپسند کیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (سورۃ القصص آیت 78) خدا تعالیٰ مفسدوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ گھروں میں داخل ہونے اور دوستوں کی ملاقات کے آداب اور طریق سکھائے۔ الغرض زندگی کا کوئی شائبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کے بارہ میں ہدایات نہ دی ہوں۔

اسلام میں معیارِ شرافت

دنیا ایک عظیم نسلی، کسبی، رنگت یا ملکی امتیاز کے باعث شودر اور قابلِ نفرت ہے۔ میرے دھرم نےيَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (سورۃ الحجرات آیت 14) کہہ کر اس امتیاز کو مٹایا اور معیارِ شرافت قابلیت اور موزونیّت فطری و دماغی پر رکھا نہ کہ لوگوں کی تقسیم پر۔ صاف کہا کہ تم سب لوگ ایک ہی قسم کی پیدائش رکھتے ہو۔ ایک ہی جنس نسلِ انسان ہو۔ تمہارے شعوب اور قبائل یا قومی امتیازات محض تعارف باہمی کے واسطے ہیں ورنہ خدا کے حضور شرافت اور عزّت صرف تقویٰ یا قوت ممیز کے جوہر پر منحصر ہے بلکہ غلامی اور شودر پن کو مٹانا عبادت کا جز قرار دیا۔ غلاموں کی تربیت اور ترقی کو مسلمانوں کا فرضِ عین قرار دیا۔ خدا کے گھر مسجد میں اس کے حضور کھڑے ہوئے بادشاہ اور گدا، برہمن اور شودر کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے کے بعد ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا اور اخوت اور مساوات کا نظارہ دکھلا دیا۔ شودر کو مسلم ہونے پر شیخ یعنی بزرگ یا قابل احترام کا خطاب دیا۔ کیا صاف اعلان کیا شرافت الانسان بالعلم و الادب ولا بالمال والنسب یعنی ایک انسان کو اسلام میں جو شرافت حاصل ہے وہ صرف اس کے علمی اور ادبی قابلیت کے معیار پر ہے نہ مالی یا نسبی امتیاز پر۔ چونکہ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت مشرح و مفصّل بیان کیا ہے اس واسطے مجھے میرے دھرم اسلام پیارا ہے۔

اسلام میں نجات کا مدار عمل پر ہے نہ سفارش پر

سترہواں سبب یہ ہے میرے دھرم اسلام نے بتایا ہے کہ انسان روح اللہ ہے اور

پیدائشاً پاک ہے۔اورشریعت کاملہ کامل نبی کا کام ہے تا وہ اپنے پیروؤں کو پاک اورصاف رکھےاورحضرت محمد از روئے قرآن خود مُزَکّی تھےاورامّت کےواسطے مزکی پاک کرنے والے تھے۔اوراُن کاایک کام یز کیھم تھا یعنی تزکہ نفوس کرنا تھاپس جولوگ پاک تھے اورصاف ہوئے وہ چونکہ دراصل روح اللہ تھے اور خارجی آوارگیوں سے پاک ہو گئے تھےاوریٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَىٕنَّةُ○ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً○فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ○وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ○(سورۃ الفجر آیت 28 - 31) کے ماتحت تزکیہ نفس کا اطمینان حاصل ہونے کے بعد اپنے رب کی طرف واپس جاتے ہیں وہ خدا سے راضی ہو جاتے ہیں اور خدا اُن سے راضی ہوتا ہے۔ وہ خدا کے نجات یافتہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہی جنّت ہے ہم جو انا للہ وانا الیہ راجعون کہا کرتے ہیں اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ ہم خدا کے روح کے حکم کے ماتحت ہیں خدا سے آئے اور خدا کی طرف ہی واپس جانے والے ہیں۔

اسلام میں نجات کا دارو مدار تزکیہ عقائد۔تزکیہ اخلاق اور تزکیہ اعمال پر منحصر ہے کسی کی دوستی یا سفارش پر نہیں جیسا کہ قرآن کہتا ہے لَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ (سورۃ البقرہ آیت 255) ہر شخص کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے اور اپنے قویٰ سے کام لینے اور اپنے قویٰ عملی تحریک میں لانے کی تعلیم دیتا ہے نہ نہیں کہتا کہ دوسروں کے اعمال یا سہارے یا سفارش سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردئ ہمسایہ در بہشت

یعنی اگر بہشت میں داخل ہونا کسی دوست یا انسان کی سفارش، کفارہ عمل پر منحصر ہو اور

اپنے قویٰ عملی کو بیکار محض رکھنا ہوتا تو ایسے جنت اور نجات سے دوزخ سے ہی بھلا ہے۔ جہاں کسی کیسفارش کا ممنون ہونا تونہیں پڑے گا کیا وہ نجات اور جنت دوزخ سے کم ہے۔ جہاں کسی کی سفارش کا ممنون ہوتا تونہیں پڑے گا۔ وہ نجات اور جنت دوزخ سے کم ہے جو دوسرے کی سفارش سے ملے۔ البتہ اسلام کہتا ہے کہ ہمارا خدا مالک ہے اور اپنی مملوکہ اشیاء کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کرسکتا ہے۔ اگر وہ محدود اعمال کے بدلے لا محدود اجر دے دے تو اس کی رحمانیت اور شان سے بعید نہیں اور نہ اس میں دوسرے کسی کی حق تلفی ہوگی۔ وہ رحمٰن ہوکر ہمارے کسی عمل کے بغیر بہت کچھ دے سکتا ہے اور رحیم ہوکر اعمال کا کئی گنا اجر دے سکتا ہے۔ تو اگر وہ محدود اعمال کا کئی گنا اجر دے سکتا ہے تو وہ محدود اعمال کا غیر محدود اجر دے تو اس کو کون روک سکتا اور کون پُوچھ سکتا ہے کیا مالک سے باز پرس ہوسکتی ہے۔ اسلامی نجات کی صورت یہ ہے کہ ہر شخص جو نجات کا طالب ہے وہ جس قدر قرآن کریم کی تعلیم پر عامل ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عقائد، اخلاق اور عمل کا نمونہ بنے گا اسی قدر اس کی نجات ہوگی۔ اسلامی دوزخ بھی صرف بغرض اصلاح اور تربیت ہے جیسا کہ **امه هاویه** سے ظاہر ہے۔ یعنی جس طرح ماں اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے اسی طرح اسلامی دوزخ یا **هاویه** بغرض اصلاح و تربیت نقائص ہے جس وقت ہر شخص اپنے کرم کا پھل بھگت لے گا تو بعد اُس کے اُس کی نیکیوں کی جزا شروع ہوگی یعنی وہ دوزخ سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس لئے اسلام کا جنت یا دار النجات دائمی ہے اور اسلام کا دوزخ یا دار الاصلاح عارضی ہے۔

اب ہم اپنا مضمون ختم کرتے ہیں اور ایک دفعہ پھر جناب پریذیڈنٹ صاحب و ممبر آریہ سماج پشاور و صدر اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے مضمون کو نہایت صبر وشکر سے سنا خدا کرے کے کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو۔ آمین